ازہر ہزار سالہ علمی درسگاہ

تاج الدین ازہر
قاہرہ، جمہوریہ مصر العربیہ

یہ مضمون معلوماتی ہے ہم چاہتے ہیں کہ فاضل مضمون نگار فضیلۃ الشیخ جناب تاج الدین ازہری اس سلسلے کی دوسری متعلقہ معلومات پر بھی روشنی ڈالیں تاکہ ترجمان الحدیث کے قارئین مزید مستفید ہوں۔ مثلاً اس یونیورسٹی کی عظیم لائبریری میں صحیح بخاری، مسلم اور سنن اربعہ کی کون کون سی غیر مطبوعہ شروح موجود ہیں اور ان کا مختصر سا تعارف بھی ساتھ ہو جائے تو کیا ہی کہنے۔
(زبیدی)

مقام علم:۔ اسلام کا آغاز علم سے ہوا۔ اللہ رب العالمین نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل فرمائی اس کی آیات ہی یہ تھیں۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر جو قرآن نازل ہوا کرے گا اسے اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجئے بے شک آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے تعلیم دی اور انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جنہیں وہ نہ جانتا تھا۔

اسلام میں ابتدا ہی سے تعلیم و تعلّم کی بڑی اہمیت رہی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اس کی طرف خاص توجہ دی۔ جنگ بدر کے ان قیدیوں کے لیے جنہیں لکھنا پڑھنا آتا تھا آپؐ نے یہ فدیہ مقرر فرمایا کہ وہ دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں تو انہیں رہا کر دیا جائیگا۔ اسی طرح ایک حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ)

حصول علم کی اہمیت:۔ علم کا حصول ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اسی حدیثِ پاک

کو سامنے رکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ کتاب وسنت کے علم کو ہر ممکن طریقے سے دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب خلافت اسلامیہ کی حدود بہت وسیع ہوگئیں تو تعلیم و تعلم کے لیے وسیع تر انتظامات کئے جانے لگے۔ مسلمان جن علاقوں کو فتح کرتے ان علاقوں میں عبادت کے لیے مساجد تعمیر کی جاتیں تو مساجد میں عبادت کے ساتھ ایک قسم کا مدرسہ بھی قائم ہو جاتا کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں اس کی مثال قائم فرمادی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچتے ہی مسجد تعمیر کی تھی۔ اور مسجد ہی سے ہمیشہ تحریکِ اسلامی کی قیادت فرماتے رہے اسی طرح آپؐ نے دوسرے علاقوں میں بھی جب مبلغوں کو روانہ فرمایا تو انہوں نے مسجد ہی کو اپنا مرکز بنایا۔ مسلمان ان مسجدوں میں عبادت بھی ادا کرتے اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعین کردہ مبلغین سے تعلیم و تعلم کا حصول بھی جاری رہتا۔ اسلام میں مسجد صرف عبادت کے لیے نہ تھی بلکہ مسجد مسلمانوں کی پوری زندگی پر محیط تھی وہ نہ صرف ایک عبادت گاہ تھی بلکہ اس میں ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام بھی تھا۔ اسی مسجد میں ان کے بڑے بڑے فیصلے ہوتے اور پھر دشمن سے مقابلہ کے لیے لشکر کی روانگی ہوتی۔

جامع الازہر: مسلمانوں نے دنیا کے مختلف حصوں میں مختلف اوقات میں بڑی بڑی مساجد تعمیر کیں جنہوں نے مسلمانوں کی زندگی میں بہت بڑا کردار ادا کیا۔ انہی مساجد میں سے ایک مصر کی جامع الازہر ہے جو آج کل ازہر یونیورسٹی کے نام سے مشہور ہے پورا عالم اسلام فکری اور سیاسی اعتبار سے ازہر کا ممنون ہے کیونکہ مسلمان حکومتیں مختلف تاریخی ادوار میں فکری اور فوجی انقلابات کا شکار ہوتی رہی ہیں۔ بغداد پر جب تاتاریوں نے حملہ کیا تو انہوں نے وہاں اسلامی ثقافت اور اس کے مراکز کو ختم کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اسی طرح ہسپانیہ میں جب اسلامی حکومت جب مسلمانوں سے چھن گئی تو فاتح اقوام نے ان کے علمی مراکز اور مساجد سب ہی کو تباہ و برباد کر دیا حتیٰ کہ مسجد اقصیٰ بھی اس دست برد سے نہ بچ سکی اور بار بار صلیبیوں اور صیہونیوں کے حملوں کا شکار ہوتی چلی آرہی ہے اور آج بھی یہودیوں کے قبضے میں ہے ربّ العٰلمین جلد وہ دن لائے کہ مسلمان اپنے اس تاریخی مرکز کو غیر مسلموں کے پنجے سے آزاد کرانے میں کامیاب ہوں۔

ازہر نے تاریخ کے اس پورے ایک ہزار سالہ دور میں نہ صرف کہ ہمیشہ مختلف حملوں کا مقابلہ کیا بلکہ اسلامی ثقافت اور علوم وفنون کے جھنڈے کو بلند رکھا۔ ان تاریخی ادوار میں بھی جو

امتِ اسلامیہ کے لیے سیاہ اددار سے تعبیر کیے جاسکتے ہیں۔ ازہر سے علمی روشنی کی شعائیں امتِ اسلامیہ کو فیض یاب کرتی رہیں۔ ازہر کے دروازے ہر قسم کی شروط کے بغیر امتِ اسلامیہ کے نونہالوں کے لیے ہمیشہ کھلے رہتے تاکہ وہ یہاں سے فیض یاب ہوکر داعی الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔

جامع ازہر کا تاسیس:۔ ازہر کی بنیاد فاطمی لشکر کے سپہ سالار جوہر متعلی نے ۲۴ جمادی الاول ۲۵۹ ہجری بمطابق اپریل ۹۷۰ عیسوی میں رکھی گئی۔ اس میں پہلی نماز جمعہ ۷ رمضان المبارک ۳۶۱ھ کو پڑھی گئی۔

وجہ تسمیہ:۔ جامع ازہر کے نام سے متعلق بہت سی روایات مشہور ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ فاطمی اپنے آپ کو نسلِ رسول سے کہتے تھے۔ اس لیے انہوں نے اپنے دور میں بنائی جانیوالی سب سے بڑی جامع کا نام حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کرتے ہوئے جامع الازہر رکھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فاطمی حکمرانوں نے بہت ساری مساجد اور بھی تعمیر کروائی تھیں مگر اس مسجد کا نام جامع الازہر اس لیے رکھا تاکہ یہ دوسری مساجد سے ممیز رہے کیونکہ یہ فاطمی دور میں بنائی جانے والی سب سے بڑی مسجد تھی۔ جسے سرکاری سرپرستی حاصل تھی۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ازہر کی نسبت کوکبِ زہرہ کی طرف ہے کیونکہ فاطمی حکمران اسم زہرہ کو اپنے اکثر مکانوں اور عمارتوں کی طرف منسوب کرتے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فاطمی حکمرانوں نے اپنے جتنے بھی محلات تعمیر کروائے تھے وہ شہر کے اردگرد مختلف حصوں میں تھے جب انہوں نے شہر کے عین درمیان میں اس مسجد کو تعمیر کروایا تو اس کا نام جامع الازہر رکھا۔

جامع ازہر کی تاسیس سے غرض:۔ نام کی نسبت کسی طرف بھی ہو فاطمی حکمرانوں کا اس جامع الازہر کو بنانے کا مقصد یہ تھا کہ یہ ان کا دینی اور سیاسی مرکز ہو اور وہ یہاں سے اپنے فاطمی (شیعی) مذہب کے لیے مبلغین تیار کرسکیں جو ان کے مذہب کو مزید پھیلائیں اس لیے ابتدائی دور ہی سے انہوں نے اس میں دینی، لغوی اور منطقی علوم کے علاوہ حساب، ہندسہ، الجبر اور فلکیات جیسے علوم کی تدریس کا بھی انتظام کیا، اور اس کے لیے اخراجات کی پوری پوری سرپرستی کی اور جامع الازہر کی ترقی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ مسجد میں رجب، شعبان اور رمضان میں تین ماہ کھانے کا مفت انتظام کیا جسے ہمارے ہاں لنگر سے تعبیر کیا جاتا ہے طلبہ تو سارا سال ہی مستفید ہوتے تھے ان مہینوں میں عوام و خواص بھی مستفید ہوسکتے تھے۔ فاطمی حکمران اپنے دورِ حکومت میں ازہر کو بڑے بڑے عطیات

دیتے رہے انہوں نے اس کے لیے بڑی بڑی جائدادیں وقف کیں تاکہ اس سے مسجد کے انتظام اور اس میں تدریسی انتظام کے چلانے میں آسانی ہو۔

شیعی کتب کی تدریس:۔ فاطمی خلیفہ المعز لدین اللہ کے آخری دور میں یعنی صفر ۳۶۵ ہجری مطابق ۹۷۵ عیسوی میں جامع الازہر میں تدریس کا آغاز ہوا قاضی القضاۃ ابوالحسن علی بن نعمان بن محمد القیروانی نے حاضرین کے سامنے شیعہ فقہ کی مشہور کتاب "الاختصار" کا درس دیا ۳۷۸ ہجری تک تعلیم کا انتظام اسی درس وتدریس کی شکل میں چلتا رہا اس کے بعد جب یعقوب بن کلس نے تدریسی منصب سنبھالا تو وہ المعز لدین اللہ کے بعد اس کے بیٹے العزیز لدین اللہ کا بھی وہی وزیر تھا۔ اور اس کا کام وزارتی امور کے ساتھ ازہر میں سوموار، منگل یا سوموار اور جمعہ کے دن "اصول فقہ" کا درس دینا بھی تھا۔ اس نے خلیفہ سے درخواست کی کہ ازہر میں بڑے بڑے فقہاء اور مدرسین کا تعین کیا جائے تاکہ وہ اس جامع میں درس وتدریس اور وعظ و ارشاد کا کام سنبھالیں اور اس طرح مذہب شیعی کو ترقی مل سکے اس نے یہ بھی کہا کہ خلیفہ کو چاہیے کہ وہ علماء کا ایک بورڈ بنائے جو ازہر کے لیے نصاب وضع کرے۔ یعقوب بن کلس کی اس سفارش پر خلیفہ نے جامع الازہر کے اردگرد اساتذہ کی رہائش کے لیے مکانات بنوائے۔ ان کے ماہانہ وظائف مقرر کئے اور ہر ایک کی نقل وحمل کے لیے اس زمانے کے مطابق گدھے کا انتظام کیا تاکہ انہیں پیدل نہ چلنا پڑے گویا یہ اس زمانے کی سہولتوں میں سے ایک سہولت تھی جو ازہری اساتذہ کو فراہم کی گئی۔ اسی طرح تاریخ نے دیکھا کہ پہلی بار ایک مسجد میں کسی نصاب کے تحت تدریس کا انتظام کیا جائے اور اس کے مدرسین حکومت کے تابع ہوں جو ان کی ضروریات کی پوری پوری کفیل بھی ہو۔

درس کے حلقے:۔ فاطمی دور میں ازہر میں چار قسم کے حلقہ ہائے درس ہوتے تھے۔

۱۔ تفسیر قرآن کا حلقہ درس جس میں عام وخاص دونوں قسم کے لوگ شریک ہوسکتے تھے۔
۲۔ استاد کا خاص حلقہ درس جس میں فقط طلبہ شریک ہوتے تھے۔
۳۔ مجالس حکمت۔ جن کا انعقاد ہفتے میں صرف سوموار اور منگل یا سوموار اور جمعہ کو ہوتا تھا اس میں ایک اکیڈیمی کی طرز پر فقہ، تفسیر اور حدیث کے موضوعات پر مختلف قسم کے سوالات زیر بحث لائے جاتے تھے۔ ان مجالس میں صرف اہل علم اور مثقف حضرات ہی شریک ہوسکتے تھے۔
۴۔ عورتوں کے لیے حلقہ درس۔ یہ حلقہ درس صرف عورتوں کے لیے مخصوص تھا اس میں یعقوب بن کلس درس دیتا تھا۔ تاکہ عورتوں کو ان کے مسائل کی تعلیم دی جاسکے۔

فاطمی دور کی پڑھی جانے والی مشہور کتابیں یہ ہیں۔
"الاختصار" "اختلاف اصول المذہب" "اختلاف الفقہاء" دعائم الاسلام" الرسالۃ الوزیریۃ اور مختصر الوزیر" سابقہ ذکر شدہ، حلقہ ہائے درس اور اوپر کی ذکر شدہ کتابوں کی تدریس کے علاوہ چند درج ذیل مجالس کا انعقاد بھی ہوتا رہتا تھا۔

۱:۔ اہل بیت کے لیے مخصوص علمی مجالس۔
۲:۔ حکومت کے اعلیٰ درجہ کے ملازمین کے لیے علمی مجالس۔
۳:۔ قصر فاطمی کے خدام کے لیے علمی مجالس وغیرہ وغیرہ۔

ایوبی دور میں نصاب تعلیم میں تبدیلی :۔ صلاح الدین ایوبیؒ نے آکر ازہر میں شیعہ مذہب کی بجائے مذاہب اربعہ یعنی سنی مذہب کی تدریس کا انتظام کیا بلکہ پورے مصر میں سنی مذہب کو اس کی پہلی شان و شوکت پر واپس لانے والی کوئی شخصیت ہے تو وہ صلاح الدین ایوبیؒ ہی کی ہے۔ ایوبیوں نے اپنے دور میں فاطمیوں کی طرح ازہر پر خرچ تو نہ کیا لیکن اسے تباہ و برباد بھی نہ ہونے دیا ان کی کوشش یہ رہی کہ ازہر شیعہ مذہب کی بجائے سنی مذہب کا علمبردار ہو چنانچہ اس وقت سے اب تک ازہر اسی پر قائم ہے۔ اگرچہ اس میں تمام مذاہب کا بلا تعصب مطالعہ کیا جاتا ہے ایوبی دور میں صلاح الدین ایوبیؒ کے طبیب خاص موسیٰ بن میمونؒ نے ازہر میں طب، فلکیات اور ریاضیات کو پڑھایا۔ اسی طرح عبداللطیف بغدادیؒ نے ایک مدت تک ازہر میں فن الکلام علم البیان، علم المنطق اور طب کے درس دیئے۔ ایوبی دور میں ازہر ایک علمی مرکز رہا۔ نماز جمعہ ازہر میں معطل تھی جس کی وجہ صلاح الدین ایوبی کا شافعی المسلک ہونا تھا۔ شافعی مسلک کے مطابق شہر میں صرف ایک جامع مسجد میں خطبہ جمعہ کے ساتھ نماز جمعہ جائز ہے چنانچہ صلاح الدین ایوبی کی بنوائی ہوئی مسجد جو آج بھی اس کے نام سے مشہور ہے اسی میں خطبہ جمعہ ہوتا تھا۔ اور اس کے پورے دورِ حکومت میں ہوتا رہا۔

دور ممالیک :۔ ممالیک کا دور دوبارہ ازہر کی ترقی کا دَور شمار کیا جاتا ہے۔ ایوبی دور کے بعد سلطان ظاہر بیبرس نے ربیع الاوّل ۶۸۶ ہجری میں دوبارہ ازہر میں نماز جمعہ کا آغاز کروایا۔ جب کہ یہ مسجد ایک سو سال سے نماز جمعہ کے لیے معطل تھی۔ اسی دور میں عالم اسلام پر چاروں طرف سے مصائب کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔ بغداد تاتاریوں کے ہاتھوں تباہ ہو رہا تھا۔ اور اندلس میں بھی وہ رونق باقی نہ رہی تھی۔ چنانچہ ازہر نے اپنے دروازے چاروں طرف سے

ہجرت کرکے آنے والے علماء اور طلباء کے لیے کھول دیئے۔ ہجرت کرکے آنے والے جید علماء نے ازہر میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔

جن ائمہ نے اپنی تصانیف کا ازہر میں درس دیا۔ ابن خلدون نے ازہر میں اپنا مقدمہ پڑھایا۔ دمامینی اور ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری، لسان المیزان اور اصابہ جیسی کتابوں کا درس دیا۔ شعرانی نے تصوف، فلسفہ اور تفسیر کے موضوعات پر اپنی جہود کو ازہر کے سپرد کیا۔ اسی طرح ابن فارض ابن خلکان، قلقشندی، مقریزی، بوصیری اور جلال الدین سیوطی جیسے مشاہیر ائمہ نے اپنا اپنا حق ادا کیا اور ان تلامیذ کو پیدا کیا جنہوں نے ان ائمہ کے بعد علمی مسند پر بیٹھ کر وہ خدمات سرانجام دیں کہ امت اسلامیہ ان کی تاقیامت ممنون رہے گی۔ خود ان ائمہ کی اس قدر جامع تصانیف ہیں کہ ان کا احاطہ ناممکن ہے اور ان میں سے بعض کو شرق و غرب میں وہ مقبولیت حاصل ہوئی ہے کہ کسی بھی شخص کے لیے ان سے تجاہل ممکن نہیں۔ یہ سب کی سب کتابیں انہوں نے ازہر میں بیٹھ کر تصنیف کیں اور ان سے اپنے تلامذہ کی علمی تشنگی کو سیراب کیا۔

عہدِ ایوبی اور عہدِ ممالیک میں جو کتابیں ازہر میں پڑھائی جاتی رہیں۔ ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ بخاری شریف، مسلم شریف، ابوداؤد شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف مسند امام احمد، مسند امام شافعی اور احیاء علوم الدین۔ خود ابن خلدون نے اپنے مقدمے میں ازہر میں درس و تدریس کا ذکر بڑے ہی اچھے انداز میں کیا ہے۔

عثمانی دور میں طلباء آزاد تھے؛ ازہر کی ابتداء سے لے کر عثمانی دور تک درس و تدریس کا انتظام اسی پرانے طریقے پر تھا۔ جسے مشائخ کا طریقہ شمار کیا جاتا ہے۔ اور جو ہمارے درسِ نظامی کے موجودہ نظام سے ملتا جلتا ہے۔ ہر شخص اپنی مرضی اور حالات کے مطابق جتنا چاہے قیام کر سکتا تھا۔ مدت کی کوئی تحدید نہ تھی۔ اور فیل اور پاس کا کوئی تصور نہ تھا۔ نہ ہی کسی پر کوئی پابندی تھی کہ وہ یہ پڑھے اور یہ نہ پڑھے۔ طالب علم جن علوم کی جی چاہے تعلیم حاصل کر سکتا تھا۔ اگر اسے کسی شیخ (استاد) کا درس پسند نہ آتا تھا یا کوئی دوسرا شیخ (استاد) اس سے بہتر طریقے سے پڑھاتا ہوتا تو وہ بلا جھجک اس کے درس میں شریک ہو سکتا تھا۔ طالب علم کی قابلیت یہ شمار ہوتی تھی کہ وہ جو پڑھے اسے دوسروں کو پڑھانے کے قابل ہو جائے چنانچہ اس کی تدریب کے لیے سینئر طالب علم جونیئر طالب علموں کی مدد کرتے اور اس طرح سب سے زیادہ قابل شیخ وہ شمار ہوتا جس کے درس میں سب سے زیادہ حاضری ہوتی۔ تعلیم کے تمام مصارف تبرعات اور امانات

سے پورے کیے جاتے۔
مصارف اور لباس :۔ کسی طالب علم سے کوئی فیس وصول نہ کی جاتی بلکہ اس کے قیام، کتابوں اور خوراک و لباس کے مصاریف بھی ازہر برداشت کرتا۔ کیونکہ ازہر کا مقصد اسلام کے لیے مبلغین تیار کرنا تھا۔ اور طالب علم کا ازہر میں قیام بھی اس کی تربیت ہوتی ہے چنانچہ تمام طالب علم جبہ اور سفید پگڑی کا استعمال کرتے۔ صرف سادات کو سبز پگڑی استعمال کرنے کی اجازت تھی طالبعلم کو فراغت کے بعد۔ اس کا شیخ (استاد) ایک اجازت نامہ لکھ دیتا۔ یہی اس کی ڈگری اور کل کائنات ہوتی تھی کیونکہ طالب علم دور دراز سے ڈگری کے حصول کے لیے نہ آتے تھے۔ بلکہ ان کا مقصد علم کا حصول ہوتا تھا۔ تاکہ واپس جاکر اپنے اپنے علاقوں میں اسلام کے لیے کام کرسکیں اور جو انہوں نے سیکھا ہے اسے دوسروں کو سکھا سکیں۔

عثمانی دور دوسرے ادوار سے اس لیے مختلف ہے کہ اس دور میں ازہر کا ایک شیخ الازہر مقرر کر دیا گیا۔ جو علماء کا رئیس بھی ہوتا تھا۔ اور یہی انتظام اب تک جاری ہے شیخ الازہر ہی ازہر کا سب سے بڑا ذمہ دار شمار ہوتا ہے۔ سب سے پہلے شیخ الازہر کی حیثیت سے شیخ محمد الخرشی کا تعین ہوا۔ ان کا انتقال ۱۶۹۰ عیسوی میں ہوا۔ ان کا کام پورے ازہر کے نظام کو سنبھالنا تھا۔ عثمانی دور میں بھی ازہر اسی طریقے سے ثقافتِ اسلامیہ کی حفاظت کرتا رہا جس طریقے سے وہ پہلے سے کرتا چلا آرہا تھا۔ اور جامع الازہر اسی طرح علمی آماجگاہ تھی جس طرح پہلے دنیا بھر کے طالب علم اس کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ عثمانی دور میں ازہر میں علوم دینیہ کے علاوہ جو علوم پڑھائے جاتے تھے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

علوم دینیہ کے علاوہ دوسرے علوم کی تدریس :۔ الحساب، الجبرا، المیقات، المقابلہ و المخروفات، اسباب الامراض و علاماتہا۔ علم الاسطرلاب، الزیج، الهندسہ، الهیئۃ، علم الاشاطیق علم المزاول، علم الاعمال الرصدیہ، علم المواليد، علم الحیوان و النبات والمعادن، علم استنباط المیاہ، علاج البواسیر، علم التشریح و علاج مع العقارب اور تاریخ العرب والعجم وغیرہ وغیرہ۔

پرانے نظام میں تبدیلی :۔ ازہر کے نظم و نسق میں تبدیلی کا سہرا امام محمد عبدہ کے سر ہے جو جمال الدین افغانی کے شاگرد تھے۔ انہوں نے جب ازہر کا نظام اپنے ہاتھ میں لیا تو اس میں دورس تبدیلیاں کیں اسی وجہ سے ان کا دور ازہر کا سنہری دور شمار کیا جاتا ہے۔ انہی کے زمانے سے ازہر نے اپنے فارغ التحصیل طلبہ یورپ بھیجنا شروع کیے تاکہ وہ وہاں کے حالات سے آگاہ ہوسکیں

گویا کہ اس طرح مشرق اور مغرب کے درمیان متبادل ثقافت کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔ یورپی دنیا جو ازہر کو جانتی تھی۔ اس سے مزید روشناس ہوئی اس کے بعد مختلف اوقات میں مختلف قوانین کے ذریعے ازہر کے نظام میں تبدیلیاں کی جاتی رہیں۔ اور اب ازہر کا نظام شیخ کی اجازت سے پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری کی شکل میں تبدیل ہو چکا ہے۔ جہاں سالوں کی کوئی تحدید نہ تھی۔ اب باقاعدہ امتحانات ہو رہے ہیں۔ اور باقاعدہ اس کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ کہ طالب علم پاس ہوا ہے یا فعل۔ اس طرح مقصد اگرچہ وہی ہے مگر نظام بالکل جدید طرز پر دوسری یونیورسٹیوں کے مقابلے کا بن چکا ہے یہ سب ازہر میں نافذ ہونے والے مختلف قوانین کا نتیجہ ہے۔

ازہر کی اصلاح کے لیے اقدامات:۔ ازہر کی اصلاح کا پہلا قانون ۱۸۷۲ عیسوی میں بنایا گیا جس کے تحت ازہر کی پڑھائی کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ اور اس کے فارغ التحصیل کو عالمیہ کی ڈگری دی جانے لگی۔ اس قانون کے ذریعے ازہر میں سالانہ امتحانات کا مروجہ طریقہ نافذ ہوا۔ جب کہ اس سے پہلے وہی پرانا نظام تھا۔ کہ جب طالب علم فارغ ہو جاتا تو شیخ ایک اجازت نامہ لکھ دیتا جو شیخ کی طرف سے طالب علم کے لیے ایک سرٹیفکیٹ ہی کی حیثیت رکھتا تھا۔ ازہر کی اصلاح کا دوسرا قانون ۱۸۹۵ عیسوی میں بنایا گیا جس کے تحت ازہر کی ایک مجلس بنائی گئی اور اس کا نام ادارۃ الازہر رکھا گیا جو آج بھی اسی نام سے موجود ہے۔ اسی قانون کے ذریعے بہت سے جدید علوم، دینی علوم کے ساتھ داخل نصاب کئے گئے۔ ۱۸۹۹ء اور ۱۹۰۸ء عیسوی میں بعض نئے مضامین پھر سے ازہر کے نصاب میں داخل کئے گئے۔ ۱۹۱۱ء عیسوی میں ایک قانون کے ذریعے پرائمری، میٹرک اور اس کے بعد کے درجات بنائے گئے۔ اور علماء اکیڈیمی (ہیئہ کبار العلماء) کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۳۰ء عیسوی میں ازہر میں مختلف کالجوں کا قیام عمل میں آیا اور اس طرح کلیہ اصول الدین، کلیہ الشریعہ اور کلیۃ الفقہ العربیہ وجود میں آگئے ۱۹۶۱ء میں جامع الازہر کو ایک مکمل یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا۔ اور اس میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ تمام قسم کے علوم کی تعلیم کے لیے مختلف کالج قائم کئے گئے۔

ازہر میں یہ ادارے اور شعبے ہیں:۔ اس وقت ازہر کے تحت درج ذیل ادارے کام کر رہے ہیں۔

۱۔ **مجلس الاعلیٰ للازہر:۔** اس کا سربراہ شیخ الازہر ہوتا ہے، وکیل الازہر۔ ازہر یونیورسٹی کا وائس چانسلر۔ ادارہ تحقیقات اسلامی کے چار ارکان، کالجوں کے پرنسپل، وزارت اوقاف عدل اور خزانہ ایک ایک فرد اس کا ممبر ہوتا ہے۔ اس کا کام ازہر کے بڑے بڑے مسائل کو حل کرنا

۲ - **مجمع البحوث الاسلامیہ :-** ازہر کے بڑے بڑے علماء اس کے ممبر ہوتے ہیں - اس کا کام مختلف مسائل کی تحقیق اور ان پہ رائے دینا ہے گویا کہ یہ ازہر کا دار الافتاء ہے -

۳ - **ادارۂ الثقافہ والبحوث الاسلامیہ :-** اس کا کام ترجمہ کرنا، اس کی نگرانی، تصحیح بیرونی ممالک کے طلبہ کے معاملات اور حسب ضرورت مختلف جگہوں کے لیے ازہر کی طرف سے دعاۃ کی ترسیل ہے -

۴ - **ازہر یونیورسٹی :-** یہ وہ ادارہ ہے جو حقیقت میں ازہر کی جان ہے اسی کی وجہ سے ازہر دنیا بھر میں مشہور ہے - باقی تمام ادارے تو اس کے طفیلی ادارے ہیں - ازہر شروع ہی سے ایک یونیورسٹی تھا اور اب بھی ایک یونیورسٹی ہے - باقی اداروں کا قیام تو کام کو آسانی سے نپٹانے کے لیے عمل میں آیا ہے - ورنہ اصل تو یہی یونیورسٹی ہی ہے - یونیورسٹی کے مشہور کالج یہ ہیں -

ازہر یونیورسٹی کے کالج :- کلیہ اصول الدین، کلیہ الشریعہ، کلیہ اللغۃ العربیہ، کلیہ الدراسات الاسلامیہ، کلیہ الدعوۃ، کلیہ اللغات والترجمہ، کلیہ التجارہ، کلیہ التربیہ، کلیہ الطب - کلیہ الہندسہ کلیہ العلوم اور کلیہ الزراعہ وغیرہ -

اسی طرح ازہر نے خواتین کی تعلیم کے لیے ایک مستقل کالج کھول رکھا ہے جو مستقبل میں ہو سکتا ہے مستقل یونیورسٹی بن جائے اس کی درج ذیل اقسام (شعبہ جات) ہیں -

۱ - قسم الدراسات العربیہ والاسلامیہ -
۲ - قسم الدراسات النفسیہ والاجتماعیہ -
۳ - قسم اللغات والترجمہ -
۴ - قسم التجارہ -
۵ قسم الطب والجراحہ -

اس کے علاوہ ازہر نے علم تجوید و قراءت کے لیے بھی ایک مستقل انسٹی ٹیوٹ قائم کیا ہوا ہے جو اپنی مثال آپ ہے - اور اب مصر کے تمام بڑے بڑے شہروں میں ازہر کی شاخیں کھولی جا رہی ہیں تاکہ ازہر کی تعلیم عام ہو جائے - ازہر اور دوسری یونیورسٹیوں میں ایک بڑا فرق یہ بھی ہے کہ ازہر کے طالب علم کو وہ خواہ کسی بھی شعبے میں ہو اسلامی تعلیم (تفسیر، حدیث، فقہ، ضرور حاصل کرنا پڑتی ہے -

یہ تو تھا ازہر کا علمی جائزہ، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ازہر نے ہمیشہ ہر دور میں عوام کی قیادت